www.novelsclubb.com
سفید
سیاہ
arts
از قلم تحریم صدیقی
:novelsclubb
03257121842
read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سیاہ سفید

از قلم

تحریم صدیقی

www.novelsclubb.com

سیاہ سفید

از قلم تحریم صدیقی

قسط۵:

کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی نظریں آسمان پر تیرتے شفاف بادلوں پر تھیں۔

"کیا کوئی انسان اتنا شفاف ہو سکتا ہے؟" دل میں خیال آیا۔

سگریٹ کے دھوئیں کے ساتھ اپنی سوچوں کو اڑاتے ہوئے وہ کسی اور ہی دنیا میں معلوم ہوتا تھا۔ بے خبری کا یہ عالم تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز بھی سنائی نہ دی۔ ہوش تب آیا جب کسی نے اس کے لبوں کے درمیان موجود سگریٹ نرمی سے کھینچا۔ اپنی انگلیوں کے درمیان سگریٹ دبوچے نتاشہ کھڑی تھی۔ صرف وہی تھی جو اتنی بے باکی سے اُس کے منہ سے سگریٹ چھین سکتی تھی۔

”سموکنگ بہت بری عادت ہے۔“ نرمی سے کہتے ہوئے انگلیاں ڈھیلی کیں۔ جلتی سگریٹ زمین پر گر گئی۔ ہیلز میں مقید پاؤں نے بے دردی سے سگریٹ مسل دی۔

”ہم جان بوجھ کر بری عادتیں نہیں اپناتے۔“ چہرہ پھر سے سامنے کر لیا۔

”ہر انسان کے پاس اچھے اور برے کے انتخاب کا حق ہوتا ہے۔“

”کبھی کبھار منتخب کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ بس کچھ چیزیں ضروری ہو جاتی ہیں۔“

”اُن چیزوں کو بدلنے کی آپشن ہر وقت موجود ہوتی ہے۔“ اس بار وہ خاموش رہا۔ بحث فضول تھی۔

”آپ کو پتا ہے لوگ سگریٹ کیوں پیتے ہیں؟“ وہ مرتاض کی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ بدستور خاموش تھا۔

"جب لوگ سٹریس اور اینگزائیٹی سے cope نہیں کر پاتے۔ اُس وقت وہ سگریٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ کیونکہ سگریٹ میں موجود نکوٹین اُن کو ریلیکس کر دیتی ہے۔ لیکن یہ ایک عارضی احساس ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ، یہ عارضی سکون کا احساس انسان کو سگریٹس کی عادت لگا دیتا ہے۔ ہر سگریٹ کے بعد اُسے مزید کی طلب ہوتی ہے۔ اور یہی طلب انسان کو برباد کر دیتی ہے۔"

"سکون کی طلب ایسی ہی ہوتی ہے۔" وہ طنزیہ مسکرایا۔ "سکون پانے کی خاطر انسان برباد ہونے کو بھی تیار ہو جاتا ہے۔"

"سکون کی طلب بری چیز نہیں ہے۔ لیکن شاید سکون کو حاصل کرنے کا طریقہ غلط ہے۔" مرتاض کے چہرے پر نظریں جمائے نتاشہ آہستگی سے بولی۔ اس کے برعکس مرتاض کی نظریں ہوا کی دوش پر اُڑتے سفید بادلوں پر مرکوز تھیں۔ شفاف نیلا آسمان اب سیاہ بادلوں کی سیاہی سے چھپنے لگا تھا۔

"میں یہاں ایکسکیوز کرنے آئی تھی۔ کل ہم کافی پینے نہیں جا سکے۔ اُس کے لیے معذرت۔" ماحول ٹینس ہو رہا تھا۔ اس لیے وہ بات بدل گئی۔

"ایک اور معذرت؟" مرتاض نے رُخ موڑ کر نتاشہ کی طرف دیکھا۔ پہلے والے سنجیدہ تاثرات کہیں کھو گئے تھے۔

"میں کچھ سمجھی نہیں۔" نا سمجھی سے اُسکی جانب دیکھا۔

"ایک وقت میں اتنے سارے شکریہ اور معذرت کے بوجھ اُٹھا لیں گی؟ کتنی شامیں میرے نام کریں گی؟" وہ ہنس رہا تھا۔ نتاشہ کے دماغ میں دو دن پہلے والی بات کلک ہوئی اور وہ بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کی یاداشت بہت تیز ہے۔" دل کھول کر داد دی۔

"اچھی یاداشت بھی اکثر عذاب ہوتی ہے۔" وہ زیرِ لب اس طرح بڑبڑایا کہ نتاشہ اُس کو بالکل سُن نہ سکی۔

"ایک بات تو ماننی پڑے گی۔ مجھ پر آپ کا بہت قرضہ ہے۔ سوچ رہی ہوں آج حساب برابر کردوں۔ کیا خیال ہے؟"

وہ دونوں قدم ملا کر چلتے ہوئے سینٹر ٹیبل تک آگئے۔ نتاشہ نے ابھی تک کرسی نہیں سنبھالی تھی۔ اس لیے وہ بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

"اگر آپ کو اعتراض نہیں ہے۔ تو مجھے بھی نہیں ہے۔"

"پھر چلیں؟"

"کدھر؟" مرتاض نے دایاں ابرو اُچکایا۔

"آپ کا قرضہ چکانے۔" وہ ہنس دی۔

"چلیں۔" کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھاتے ہوئے وہ نتاشہ کے ہمراہ چل دیا۔

---------★---------

www.novelsclubb.com

اُس کے سامنے کھڑی برقعے میں ملبوس خاتون مسلسل اُسے دیکھ رہی تھی۔ محبت اور حسرت بھری آنکھوں سے۔

"تم میرے بیٹے ہو۔" وہ محبت سے پکاری۔

"میں آپ کا بیٹا ہوں؟" وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔

"ہاں میرے بیٹے۔" وہ مزید اس کے قریب آئیں۔

"یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے۔ یہ صرف اپنی سگی ماں کا بیٹا ہے۔ ہمارا اِس سے کوئی تعلق نہیں۔" خاکی سوٹ میں ملبوس شخص اُس عورت کے برابر کھڑا کہہ رہا تھا۔

"ابو۔" اُس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔ وہ خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

وہ اب اپنی بیوی کا ہاتھ تھامے آگے بڑھنے لگے۔ لیکن وہ عورت بار بار پلٹ کے اپنے پیچھے کھڑے لڑکے کو دیکھ رہی تھی۔

"امی۔" اُس کی آواز بند ہو گئی تھی۔ وہ چاہ کر بھی انہیں پکار نہ سکا۔

www.novelsclubb.com

یکا یک وہ دونوں سرمئی دھوئیں میں کھو گئے۔ وہ سڑک پر اکیلا رہ گیا تھا۔

"ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔" کسی نے آہستگی سے سرگوشی کی۔

"نہیں۔" وہ چیخا تھا۔

سرمئی دھواں اب چاروں طرف پھیل رہا تھا۔ اُس کی بصارت دھندلانے لگی۔

"امی!" وہ خوف کے مارے نیند سے اٹھ گیا۔ سانس پھول رہی تھی۔ پورا وجود پسینے سے شرابور تھا۔ ارد گرد دیکھا تو وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔ لائٹس بھی آن تھیں۔ جانے کیوں اس وقت حمدان کی آنکھ لگ گئی تھی۔ اور یہ عجیب خواب بھی۔

گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کرتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھا۔ سلپرز پہنے بغیر وہ کھڑکی کی طرف گیا۔ دونوں پٹ کھلتے ہی برف جیسی ٹھنڈی ہوا نے اُس کو چھوا۔ اعصاب پر سکون ہونے لگے۔

www.novelsclubb.com

”صرف ایک ایسے خواب کی وجہ سے میں اپنی شناخت کی تلاش نہیں چھوڑ سکتا۔ لوگ تو ویسے بھی بچھڑنے کے لیے ہی ملتے ہیں۔“ وہ خود کو دلاسہ دے رہا تھا۔

فون کی بجتی ٹون نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ حیدر کالنگ کا نوٹیفیکیشن دیکھتے ہوئے وہ کال پِک کرنے پر مجبور ہو گیا۔

”کہو۔ کال کیوں کی ہے؟“

”دوست سے بات کرنے کے لیے کسی وجہ کی ضرورت ہے؟“ حیدر بھی پھر حیدر تھا۔

”تم کسی بات کا ٹھیک جواب دے سکتے ہو؟“ وہ جھنجھلایا۔

”آج رات فری ہو یا کسی کے ساتھ ڈیٹ کا پلان ہے؟“

”میں ڈیٹ نہیں کرتا۔“

"یہ کہو کوئی لڑکی تمہیں منہ نہیں لگاتی۔" حیدر اپنی بات پر خود ہی جاندار قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم۔" حمدان نے ٹھک کال کاٹ دی۔

فوراً ہی موبائل دوبارہ تھرتھرایا۔ حمدان کالنگ کا نوٹیفیکیشن پوری آب و تاب سے سکرین پر چمک رہا تھا۔

"اب اگر تم نے کوئی بھی فضول بات کی تو میں تمہیں بلاک کر دوں گا۔" کال پک کرتے ہی تنبیہ کر دی گئی۔

"اوکے باس۔ گاٹ اِٹ۔" حیدر نے تابعداری کے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔

"آج شام ذیشان کا نکاح ہے۔ یاد ہے نہ؟ کہ بھول گئے؟" حمدان نے دانتوں تلے زبان دبائی۔ وہ واقعی بھول گیا تھا۔

"یہ کوئی بھولنے والی بات تھوڑی ہے۔ مجھے یاد ہے۔"

"کیا پہن رہے ہو پھر؟"

"ابھی سوچا نہیں۔"

"اگلے سال تک سوچ لوگے یا نہیں؟" حیدر جل کر بولا اور حمدان بے اختیار ہنس دیا۔ دوست بھی عجیب نعمت ہوتے ہیں۔ ان سے بات کر کے انسان کچھ وقت کے لیے ہی سہی، پر اپنے غم ضرور بھول جاتا ہے۔

"میرے پاس شام کے ایونٹ کے لیے کوئی سوٹ نہیں ہے۔" اب کی بار وہ سچ بولا تھا۔

"اتنی دیر سے ہونٹوں پر گوند چپکائے بیٹھے تھے کیا؟ پہلے نہیں بتا سکتے تھے؟" وہ چیخا تھا۔

"اچھا نہ۔ سوری!"

''میں دس منٹ میں تمہارے ہاسٹل کے باہر آرہا ہوں۔ہم شاپنگ پر جارہے ہیں۔''مزید کچھ سنے بغیر حیدر نے کال کاٹ دی۔ حمدان صرف مسکرا اتارہ گیا۔

----------★----------

میوزیم میں رکھے مجسمے کو دیکھ کراُسے بے اختیار وہ رات یاد آئی۔رات کی سیاہی میں اُس کی آنکھیں کسی چہرے کو تلاش کررہی تھیں۔احتیاط سے قدم اُٹھاتے ہوئے وہ بلڈنگ سے دور ہوتا جارہا تھا۔کسی کے کھلکھلانے کی آواز کانوں میں پڑی تو وہ ٹھہر گیا۔اس آواز کو وہ ساری دنیا کے شور میں بھی پہچان سکتا تھا۔

وہ بے اختیار آواز کی جانب پلٹا۔لیکن وہ بھول گیا تھا کہ اندھیری رات میں پیچھے مڑ کے دیکھنے والے پتھر کے ہو جاتے ہیں۔اور عین اُس پل ابراج احمد بھی پتھر کا مجسمہ ہو گیا تھا۔جو نظر آرہا تھا،وہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

وہ اپنے سامنے موجود منظر کو دیکھتا گیا۔اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اُس کے پتھر بنے وجود میں دراڑیں پڑتی گئیں۔وہ اپنے زخمی وجود کے ساتھ واپس مڑ گیا۔ لیکن اُس رات کی قیمت وہ آج تک چکا رہا تھا۔

کھنکھار کی آواز پر وہ حال میں واپس آیا۔

"آپ شاید زون آؤٹ ہو گئے تھے۔" وہ پوچھنے سے زیادہ بتا رہی تھی۔

"میں نے آپ سے پوچھا؟" لہجہ حد درجہ کڑوا تھا۔

"میں تو اخلاقاً بتا رہی تھی۔" اُس نے کندھے اُچکائے۔

وہ جواب دیے بغیر پلٹ گیا۔ مگر وہ لڑکی بھی اپنے نام کی ایک تھی۔ فوراً سے پہلے وہ ابراج کے پیچھے چل دی۔

"جواب دیے بغیر پلٹ جانا بہت بری بات ہوتی ہے۔" اپنی طرف سے تصیح کی۔

لیکن جواب ندارد۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات کہوں؟" سامنے والے کی لاتعلقی سے بے نیاز وہ بولتی جا رہی تھی۔

"جتنے سنجیدہ اور سخت آپ ہیں۔اُس حساب سے آپ کی جگہ ایسے ہی کسی میوزیم کے گلاس فریم کے اندر ہونی چاہیئے۔ بالکل اِس مجسمے کے برابر میں۔" اُسکا اشارہ ارسطو کے مجسمے کی جانب تھا۔ابراج کے قدم بے ساختہ رُکے۔

"نام کیا ہے آپ کا؟" وہ اُس کی طرف پلٹا۔

"عبیر۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"مس عبیر اور واٹ ایور۔ آپ بہت زیادہ اور فضول باتیں کرتی ہیں۔" چہرے پر ناگوار تاثر سجائے وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ایٹ لیسٹ۔ آپ کی طرح منہ اکڑا کہ اِدھر اُدھر نہیں گھومتی۔"

"ہو گیا؟ یا کچھ رہتا ہے؟" ابراج کے تاثرات ابھی تک بگڑے ہوئے تھی۔ عبیر خاموش رہی۔

www.novelsclubb.com

ایک گہری سانس بھرتے ہوئے ابراج نے اپنی آنکھوں سے عبیر کے پیچھے اشارہ کیا۔ وہ اُسکی آنکھوں کی سمت میں پلٹی۔ وہ خارجی دروازے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ یعنی وہ چاہتا تھا کہ عبیر یہاں سے چلی جائے۔

وہ حیرت سے منہ کھولے واپس پلٹی۔ لیکن ابراج آگے جا چکا تھا۔

"بدتمیز آدمی!" اُس نے غصے سے پیر پٹخا۔

---------★---------

کبھی کبھار نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ یادیں دماغ کے دریچے سے باہر جھانکنے لگتی ہیں۔ اور ان یادوں کی پرچھائی ہمارے وجود کو اپنی آغوش میں اس قدر سمیٹ لیتی ہے کہ ہم اس قید سے باہر آنے کو ہاتھ پاؤں چلاتے ہیں۔ لیکن یہ یادیں اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ اپنے آغوش کی سمندر میں انسان کے وجود کو مکمل ڈبو دیتی ہیں۔

اور انسان بیچارا کسی پرندے کی مانند پھڑ پھڑاتا رہ جاتا ہے۔

"کتنا اچھا ہوتا اگر ہم دونوں ساتھ ہوتے۔" فوٹو البم میں موجود تصویروں پر حسرت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ بے اختیار کہہ اُٹھے۔

"تم۔ میں۔ اور نتاشہ۔ ہم تینوں ساتھ ہوتے۔ ایک ہیپی فیملی کی طرح۔ لیکن شاید میں تمہارے لیے کافی نہیں تھا۔ تم اُڑنا چاہتی تھیں۔ لیکن میری محبت تمہارے لیے پنجرہ بن گئی۔ پھر ایک دن تم آزادی کا پروانہ ہاتھ میں لیے اِس پنجرے سے نکل گئیں۔" ایک آنسو آنکھوں سے نکل کر تصویر پر جا گرا۔ یوسف جہانگیر بے بسی سے مسکرائے۔

"کتنی عجیب بات ہے نہ۔ تم نے میرا دل توڑ دیا۔ مجھے اور میرے گھر کو چھوڑ دیا۔ لیکن پھر بھی میں تم سے نفرت نہیں کر سکا۔ آج بھی میرے اس دل پر صرف تمہارا نام نقش ہے۔ تمہارے بعد میں کسی سے محبت نہیں کر سکا۔" آنسو بے اختیار بہنے لگے تھے۔ یادوں کا سمندر یوسف جہانگیر کو ڈبو رہا تھا۔

----------★----------

"مرتاض صاحب۔ آج کا لنچ آپ کے نام۔" نتاشہ نے ایسپریسو کے کپ کو مرتاض کے کپ کے ساتھ کلک کیا۔

"بہت شکریہ۔" مسکرا کے سر کو خم دیا۔

"اگر میرے ساتھ بابا ہوتے نہ، پھر وہ کبھی اتنے خاموش نہ بیٹھتے۔" تھوڑی دیر بعد نتاشہ کی آواز آئی۔

"آپ کو کھانے کے دوران باتیں کرنا پسند ہے؟"

"سورٹ آف۔" وہ دھیرے سے ہنسی۔ "اصل میں میری زیادہ تر عادتیں بالکل بابا کی طرح ہیں۔ انہیں کھانے کے دوران باتیں کرنا پسند ہے۔ اس لیے مجھے بھی پسند ہے۔"

"آپ اپنے بابا سے بہت پیار کرتی ہیں۔" مرتاض مسکرایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بہت زیادہ۔ وہ صرف باپ نہیں ہیں۔ وہ میرے بیسٹ فرینڈ بھی ہیں۔ اُن کے لیے میں سب کچھ چھوڑ سکتی ہوں۔ بابا مجھے بہت عزیز ہیں۔" یوسف جہانگیر کے بارے میں بات کرتے ہوئے اُس کی آنکھیں مسلسل چمک رہی تھیں۔

"آپ یوسف صاحب سے اتنی محبت کیوں کرتی ہیں؟" تھوڑی تلے ہاتھ جمائے وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"یہ وہ سوال ہے جس کے جواب میں کوئی خاص وجہ میرے پاس نہیں ہے۔" کانٹے پر سپیگٹی لپیٹتے ہوئے وہ سوچنے کے انداز میں بولی۔ "شاید اس لیے کہ وہ ہمیشہ سے میرے لیے ایک سپورٹ سسٹم بنے رہے۔ ہم دونوں کبھی مرد اور عورت کے کرداروں میں آمنے سامنے نہیں ہوئے۔ بابا نے کبھی بھی مجھے ڈومینیٹ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ ہمیشہ مجھے میرے حصے کی غلطیاں کرنے دیتے ہیں۔ اور اُن غلطیوں کے خمیازے بھگتنے کے وقت ہمیشہ میرے ساتھ آکھڑے ہوتے ہیں۔" آخری جملہ کہتے ہوئے وہ ہنسی تھی۔

www.novelsclubb.com

مرتاض خاموشی سے نتاشہ کو دیکھے گیا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے اور ہنستے ہوئے کس قدر اچھی لگتی تھی۔ یہ بات کوئی مرتاض حیدر کے دل سے پوچھتا۔ نتاشہ کے کھنکھارنے پر اُس کا فسوں ٹوٹا۔

"میری باتوں میں آپ کا کھانا ٹھنڈا ہو گیا۔"

"لیکن آپ کی باتیں سُن کر مجھے اچھا لگا۔ کبھی کبھار محبت کے بارے میں سننا دل کو بہت سکون دیتا ہے۔" وہ افسردگی سے مسکرایا۔

"یہ بات ہے تو میں بھی مرتاض حیدر سے اُن کی محبت کے بارے میں سننا چاہوں گی۔"

www.novelsclubb.com

"محبت اور میرا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔" وہ ہنسا۔

"میں نہیں مانتی۔" مشکوک نظروں سے سامنے بیٹھے مرتاض کو دیکھا۔ "مجھے لگتا ہے محبت ایسی شے ہے، جو ہر شخص کی زندگی میں کسی نہ کسی صورت میں موجود

ہوتی ہے۔ باپ کی صورت میں۔ یا ماں کی صورت میں۔ یا کزنز یا دوست۔ جو بھی صورت ہو۔ بحرحال محبت ہوتی ضرور ہے۔"

"اس معاملے میں میرے خیالات آپ سے بالکل نہیں ملتے۔"

"صاف کہیں۔ مجھے اپنے بارے میں بتانا نہیں چاہتے۔" وہ چھیڑ رہی تھی۔ وہ ہنس دیا۔

"یہ تو وہی ایونٹ والی لڑکی ہے نہ؟" سرگوشیوں کی آواز پر دونوں نے گردن موڑ کر دیکھا۔ ساتھ والی میز پر موجود چار لوگ نتاشہ کو دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہے تھے۔ مرتاض اور نتاشہ کو اپنی طرف متوجہ پا کر انہوں نے رُخ موڑ لیا۔ لیکن ارد گرد کی باقی میزوں پر بھی اسی طرح کی سرگوشیاں تھیں۔

"یہ لوگ ابھی تک پرانی خبروں کو دماغ پر سوار کیے ہوئے ہیں۔" وہ کندھے اچکا کر، ان سب چیزوں سے لاتعلق ہوتی، واپس کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"کونسی خبریں؟" مرتاض نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا۔

"آپ کو سچ میں نہیں معلوم یا جان کر انجان بن رہے ہیں؟" اُس نے چہرہ اوپر اُٹھایا۔ مرتاض کچھ کہے بغیر اُسے دیکھے گیا۔ نتاشہ نے اپنے ہینڈ بیگ سے موبائل نکالا۔ انگلی سے سکرین ادھر اُدھر سکرول کرنے کے بعد وہ اپنی مطلوبہ چیز پر ٹھہر گئی۔ سکرین مرتاض کے سامنے کر دی۔

"سرخ ساڑھی والی حسین بلا اور شہریار آفندی" مرتاض نے آہستہ آواز سے ای۔ نیوز پیپر کا عنوان پڑھا۔ یہ ہیڈ لائن وہ پہلے بھی پڑھ چکا تھا۔ ایک نظر تصویر میں موجود لڑکی کو دیکھ کر اگلی نظر نتاشہ پر ڈالی۔

"یہ لڑکی میں ہی ہوں۔" بہت فخر سے بتایا گیا۔ بے یقینی، حیرت اور شاک، مرتاض کے چہرے پر واضح تھے۔ چند سیکنڈز لگے تھے سنبھلنے میں۔ پھر وہ گردن پیچھے پھینک کے ہنستا گیا۔ ریسٹورنٹ کی چھت پر جلتے فانوس مزید روشن ہو گئے۔

www.novelsclubb.com

”شہریار جیسے بزنس مین اور سیاستدان کے ساتھ ایسی حرکت صرف نتاشہ یوسف ہی کر سکتی ہے۔“ وہ ہنستا ہی جارہا تھا۔ نتاشہ بھی بے اختیار ہنس دی۔ ارد گرد میزوں پر موجود لوگوں نے ایک بار پھر اِن دونوں کی جانب دیکھ کر سرگوشیاں کی۔ لیکن وہ اِس سب سے بے نیاز ہنستے جارہے تھے۔

----------★----------

وہ میوزیم کے پچھلی جانب واقع کیفے میں بیٹھا، دور خلا میں دیکھتا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ ہزاروں سوچیں اُس کے دماغ پر حاوی تھیں۔ وہ ایک سوچ جھٹکتا تو دوسری اُس کے اعصاب پر قابو پانے لگتی۔ انگلیوں سے کنپٹیاں مسلتے ہوئے وہ اضطراب کا شکار لگتا تھا۔

ایک گہری سانس لے کر موبائل فون آن کیا۔ کنٹیکٹ لسٹ اوپن کر کے وہ انگوٹھے سے سکرین نیچے کرتے ہوئے ایک نمبر پر ٹھہر گیا۔ ایک بار پھر وہ عجیب کشمکش کا شکار ہو گیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
www.novelsclubb.com

"کال کروں یا نہیں؟" وہ خود سے مخاطب تھا۔

"جب کنٹیکٹ لسٹ میں کسی ایک نمبر پر دل اور انگلی دونوں ٹھہر جائیں تو فوراً کال کر لینی چاہیئے۔ سوچنے میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ کیونکہ زندگی ہر کسی کو ہر دفعہ سوچنے کا موقع نہیں دیتی۔" پیچھے سے آتی آواز پر اُس نے فوراً چہرہ موڑا۔

"تم ہر جگہ میرے پیچھے کیوں آجاتی ہو؟" ابراج نے دانت پیسے۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ میرا پیچھا کرتے ہوں۔" ایک انداز سے کہتے ہوئے وہ ابراج کے سامنے رکھی کُرسی پر جا بیٹھی۔

"یہاں پہلے میں آیا تھا۔ آپ بعد میں آئی ہیں۔ یقینی بات ہے کہ آپ میرے پیچھے ہیں۔ میں نہیں۔" موبائل کی روشن سکرین اب بے توجہی کا شکار یونہی میز پر پڑی تھی۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے۔آپ کسی سے میرا پیچھا کروا رہے ہوں۔اور میرے آنے سے پہلے ہی اُس جگہ آجاتے ہوں۔''کیا اعتماد تھا۔کیا انداز تھا۔ابراج جل کر رہ گیا۔

''آپ میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ میں آپ کا پیچھا کروں؟''دونوں بازوں سینے پر لپیٹے وہ طنز کر رہا تھا۔

''یہ تو آپ کو معلوم ہو گا۔پیچھا بھی تو آپ کر رہے ہیں۔''جواب دے کر وہ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنسی۔

''مس عبیر اور واٹ ایور۔یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لیں کہ ابراج احمد تمہارے جیسی لڑکیوں کے پیچھے نہیں بھاگتا۔مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم لڑکیاں اپنی معصوم شکل وصورت سے سامنے والے کو اپنے جال میں پھنساتی ہوں۔پھر اُنہیں اپنی محبت کا یقین دلاتی ہو۔اور جب تم لڑکیوں کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو ہم لڑکوں کو کسی استعمال شدہ ٹشو پیپر کی طرح چھوڑ دیتی ہو۔''آنکھوں میں آگ لیے وہ تیز لہجے میں بول رہا تھا۔عبیر کو اپنا وجود جھلستا ہوا محسوس ہوا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''آئی ایم سوری اگر آپ کو میرا مذاق برا لگا۔'' وہ آہستگی سے کہہ رہی تھی۔

''مذاق؟ کس حق سے مذاق کر رہی تھیں آپ؟'' وہ چیخنے کے درپر تھا۔ ''میری توجہ حاصل کرنا چاہتی ہو نہ؟ تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو خود کو کسی پلیٹر کی طرح لڑکوں کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ میں تھوکتا بھی نہیں ہوں ایسی لڑکیوں پر۔''

غصے سے ابراج کے ماتھے کی رگیں پھول رہی تھیں۔ میز پر رکھا اپنا موبائل جھپٹتے ہوئے، ایک غلط نگاہ عبیر پر ڈالے بغیر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔

پیچھے بیٹھی عبیر کا وجود سخت سردی کے باوجود پگھلتا گیا۔ ابراج کے لفظوں نے اُس کے وجود کو جلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ راکھ ہو رہی تھی۔ لیکن جلانے والا اِس سب سے بے نیاز اپنی راہ چل دیا تھا۔ بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ اپنے ارد گرد موجود میزوں پر بیٹھے لوگوں کی موجودگی کے باوجود وہ چہرہ ہاتھوں میں دیے رونے لگی تھی۔

---------★---------

www.novelsclubb.com

کرسٹل کے گلاس کے کنارے پر اُنگلی پھیرتے ہوئے وہ مسلسل اندر موجود سنہری مشروب کو دیکھ رہا تھا۔

"راشن کے ڈبے تقسیم ہو گئے ہیں۔سوشل میڈیا پر آپ کی کیمپین چلا دی ہے۔"

ٹیبلٹ کی سکرین پر ٹو-ڈو لسٹ کو ٹِک کرتے ہوئے وہ شہریار سے مخاطب تھا۔

"شششش!" انگلی لبوں پر رکھ کے وہ عادل کو دیکھنے لگا۔

"مجھے نہیں یاد کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے؟" جز بز تاثرات چہرے پر سجائے وہ اپنے باس کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارے پاس دماغ کی کھیتی خاصی کم ہے۔" اس تعریف پر عادل شرمندگی سے سر کُھجانے لگا۔

"یہاں بیٹھو۔" انگلی سے سامنے رکھے صوفے کی جانب اشارہ کیا۔

"میں؟" وہ صوفے کے پاس آکر پوچھنے لگا۔

"تمہارے علاوہ اِس کمرے میں کوئی اور موجود ہے؟"

"نہیں سر۔"

"اس کا کیا مطلب ہے عادل؟" وہ بدمزہ ہو کر ایک ہاتھ تھوڑی تلے جمائے پوچھ رہا تھا۔ گلاس پاس رکھی ٹیبل پر رکھ دیا تھا۔

"اگر میں نے مزید اپنے دماغ کا استعمال نہ کیا تو آپ مجھے جاب سے نکال دیں گے۔ اور کسی ڈبے میں بند کر کے میرے گھر بھیجیں گے۔" گھبرا کر کہتے ہوئے وہ تیزی سے سامنے بیٹھ گیا۔ شہریار نے پاس رکھی بوتل اُٹھائی اور ایک گلاس بھر کر عادل کے سامنے رکھ دیا۔

"میں ڈرنک نہیں کرتا۔" نرمی سے منع کر دیا۔ شہریار اپنا گلاس بھرنے لگا۔

"سر! آپ اوور ڈرنک کر رہے ہیں۔" محتاط سے لہجے میں عادل پکارا۔ اُس کی نظریں ٹیبل پر پڑی دو خالی بوتلوں پر تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ایک عرصے سے میں نے جام کا حساب رکھنا چھوڑ دیا ہے۔" تلخی سے مسکرا کر گلاس لبوں سے لگا لیا۔

"تم مجھ سے باتیں کرو۔" عادل نے پہلی بار شہریار کو اتنا تھکا دیکھا تھا۔

"کیا میں آپ کو اپنے کمپین پلان کے بارے میں بتاؤں؟"

"نہیں۔" سر صوفے کی پشت سے ٹکا لیا۔" آج کسی دوست کی طلب بہت شدت سے ہو رہی ہے۔ تم مجھ سے کام کے علاوہ کوئی بات کرو۔"

"نتاشہ میڈم کو مِس کر رہے ہیں؟"

"معلوم نہیں۔ کبھی لگتا ہے جیسے وہ کبھی یاد نہیں آتی۔ اور کبھی لگتا ہے وہ بھولتی ہی نہیں ہے۔ کتنا عجیب ہے نہ۔" وہ ہنس دیا۔

"وہ آپ کی دوست تھیں۔ اور منگیتر بھی۔ یاد آنا تو بنتا ہے۔"

''لیکن وہ مجھے ہمیشہ ایک دوست کی حیثیت سے یاد آتی ہے۔ محبت کی حیثیت سے نہیں۔ کیا ممکن ہے مجھے اُس سے کبھی محبت ہوئی ہی نہ ہو؟'' آواز میں خمار بڑھ رہا تھا۔ وہ مشروب کے زیرِ اثر جا رہا تھا۔

''دوست سے محبت ہمیشہ ہوتی ہے۔ لیکن وہ محبت رومانس والی نہیں ہوتی۔ دوستی میں جو محبت ہوتی ہے وہ بہت عجیب ہوتی ہے۔ رونے میں ہنسنے جیسی اور ہنسنے میں رونے جیسے۔ یعنی عجیب ترین۔'' عادل اپنی بات پر خود ہی ہنس پڑا۔

''عین ممکن ہے آپ نے دوستی والی محبت کو رومانس والی محبت سے کنفیوز کر لیا ہو۔ آپ دونوں کے درمیان محبت ضرور ہو گی۔ لیکن شاید وہ محبت کسی رشتے میں بندھنے جتنی مضبوط نہیں تھی۔'' نرمی سے کہہ کے شہریار کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر واپس میز پر رکھ دیا۔

''شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یا شاید نہیں۔ لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ میری زندگی میں نتاشہ یوسف کی کمی کوئی لڑکی پوری نہیں کر سکتی۔''

"آپ کو آرام کرنا چاہیئے۔" وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی بوتلیں سمیٹ رہا تھا۔

"تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔"

"جی بہتر۔" وہ واپس اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

"ایک بات پوچھوں سر؟" وہ محتاط سا بولا۔

"آج تمہیں سب پوچھنے کی اجازت ہے۔" زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

"نتاشہ میڈم نے منگنی کیوں توڑ دی تھی؟"

"میرے جھوٹ کی وجہ سے۔" آنکھیں بوجھل ہونے لگیں تو شہریار آنکھیں موند گیا۔ "اُسے یہ حرام مشروب اور سگریٹس شروع سے شدید ناپسند ہیں۔ میں نے اُسے کبھی نہیں بتایا کہ میں ڈرنک کرتا ہوں۔ لیکن ایک دن اُس نے مجھے ڈرنک کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ پھر وہی دن ہماری منگنی اور دوستی کا آخری دن ثابت ہوا۔" وہ اب مکمل طور پر خمار میں ڈوب چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

”شراب اور محبت۔دونوں کا خمار انسان کو بے بس کر دیتا ہے۔“ عادل نے ایک گہری نظر اپنے باس پر ڈالی اور سر جھٹک کے اُٹھ کھڑا ہوا۔

---------★---------

سڑکوں پر بے مقصد گاڑی میں سفر کرنے کے بعد ایک بار پھر وہ اُسی جگہ موجود تھے۔جانے کیوں ہر رستے سے گزرنے کے باوجود وہ اِسی ایک مقام پر آ کھڑے ہوتے تھے۔وقت نے کتنی بار اُن کو آگے دھکیلا۔مگر یہ دل ہمیشہ اُن کو واپس لے آیا۔اور آج ایک بار پھر دل کے ہاتھوں مجبور یوسف جہانگیر گاڑی کی کھڑکی کے شیشے سے کسی کو تلاش رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

نظریں اضطراب سے کسی ایک وجود کا انتظار کر رہی تھیں۔اور پھر وہ نظر آ گئی۔ ایک نظر۔صرف ایک نظر۔اور یوسف جہانگیر کے دل کے اُجڑے باغ میں پھول کھلنے لگے۔ہریالی بھرنے لگی۔لیکن یہ ایک نظر بھاری بھی بہت تھی۔دل کے

بہت سے زخم رسنے لگے تھے۔ لیکن اگر ایک نظر کے بدلے انہیں اپنا پورا دل بھی زخمی کرنا پڑتا تو وہ اُس سے بھی گریز نہ کرتے۔

سامنے کھڑی خاتون اِن نظروں سے لاتعلق اپنے سامنے موجود گارڈ سے بات کررہی تھیں۔ آج بھی وہی سٹائل اور کانفیڈینس جو کبھی یونیورسٹی کے زمانے میں اُن کی شخصیت کا خاصہ ہوتا تھا۔ یکدم اُنہوں نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ سیاہ شیشوں کے باعث وہ گاڑی کے اندر نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ لیکن یوسف کو لگا جیسے وہ اُن کے بالکل سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی تھیں۔

"ڈرائیور گھر چلو۔" حلق سے بامشکل آواز نکلی۔ دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔

"یس سر۔" اگنیشن میں چابی گھومی۔ انجن سٹارٹ ہوا۔ گاڑی ایک بار پھر سڑک پر دوڑنے لگی تھی۔

'کتنا عجیب ہے۔ جو لوگ ہمارا دل توڑتے ہیں۔ ہمارے زخم کا مرہم بھی اُنہی کے پاس ہوتا ہے۔' وہ بے بسی سے سوچ رہے تھے۔

سارا راستہ وہ بظاہر کھڑکی سے باہر دیکھتے رہے۔ لیکن حقیقتاً وہ اُس ایک نظر کے حصار سے ابھی تک نہیں نکل سکے تھے۔ عمر کے اِس حصے میں بھی، وہ اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکے تھے۔

گھر کے پورچ میں گاڑی رُکی تو وہ اپنے خیالات سے باہر آئے۔

"نتاشہ کو مت بتانا کہ میں وہاں گیا تھا۔" گاڑی سے اترنے سے پہلے وہ اپنے ڈرائیور کو تاکید کرنا نہیں بھولے تھے۔

---------★---------

"آج تمہاری سائیکولوجسٹ کے ساتھ اپائنٹمنٹ تھی۔ تم گئی نہیں؟" رباب کو ٹیرس پر بیٹھا دیکھ کر صائمہ پوچھنے لگیں۔

"صبح کی اپائنٹمنٹ تھی۔ آپ جب سو رہی تھیں۔ میں اُس وقت سائیکولوجسٹ سے مل آئی تھی۔" آسمان کو دیکھتے ہوئے گرین ٹی کا گھونٹ بھرا۔

”بہت اچھا کیا۔“ وہ اُس کے برابر کرسی پر جا بیٹھیں۔ ”آج تم نے کوئی امپرووومنٹ محسوس کی۔“

”وہی معمول کی طرح۔ ہم نے میری ون سائیڈڈ محبت کو ڈسکس کیا۔“ آنکھیں آسمان پر مرکوز تھیں۔

”اگلی اپائینٹمنٹ کب ہے؟ اگر اگلے ہفتے ہے تو پلیز چینج کروالو۔ اگلے ہفتے تمہارے ماموں کی بیٹی کی شادی ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں کراچی جانا پڑے۔“

”میں اگلے سیشن میں نہیں جاؤں گی۔“ خالی کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔ شیشے سے شیشہ ٹکرانے کی آواز گونجی۔

”لیکن کیوں؟“ صائمہ نے پریشانی سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اگلے سیشن میں کیا ہوگا۔" گردن موڑ کر اپنی ماں کو دیکھا۔ "اگلے سیشن میں وہ مجھے مرتاض سے دستبردار ہونے کے لیے تیار کرے گی۔"

"یہ تو اچھی بات ہے نہ۔ تم جتنی جلدی مرتاض کی محبت سے خود کو آزاد کرو گی، اُتنی جلدی heal کرو گی۔" نرمی سے رباب کا ہاتھ تھاما۔

"میں مرتاض سے دستبردار نہیں ہونا چاہتی۔ میں ایک بار پھر اپنی محبت کے لیے کوشش کرنا چاہتی ہوں۔" اُس کی آنکھیں عجیب طرز سے چمکیں۔

"رباب تم اپنے ساتھ بہت غلط کر رہی ہو۔"

"مام!" اُن کی گرفت سے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ "میں فیصلہ کر چکی ہوں۔"

کرسی سے اٹھ کر، خالی کپ اٹھائے وہ اندر چلی گئی۔ صائمہ نے افسوس سے اپنی بیٹی کو جاتا دیکھ کر سر جھٹکا۔ رباب جلیل ایک سنگین غلطی کرنے جا رہی تھی۔ کاؤنسلنگ

www.novelsclubb.com

(Counselling) سیشن ادھورا چھوڑنے کی غلطی۔اِس غلطی کا خمیازہ ہمیشہ بگڑتی ذہنی صحت کی صورت میں نکلتا ہے۔یہ خمیازہ رباب کے ساتھ اُس کے ماں باپ نے بھی بھگتنا تھا۔یہ بھی ممکن تھا کہ مستقبل قریب میں اسے کاؤنسلنگ کے بجائے تھیراپی کی ضرورت پڑ جائے۔

---------★---------

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو وہ گھر میں داخل ہوا۔معمول کی خاموشی نے اُس کا استقبال کیا۔دادی شاید سونے جا چکی تھیں۔موسم کی تبدیلی کے باعث وہ جلد ہی اپنے کمرے میں چلی جاتی تھیں۔کندھے پر کوٹ ڈالے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اپنے کمرے میں جانے سے پہلے وہ دوسرے کمرے کے دروازے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔اس دروازے کے پار بے شمار کہانیاں تھیں۔ڈور ناب گھماتے ہوئے

وہ اندر داخل ہوا۔ یادوں کی خوشبوؤں کا ایک جھونکا مرتاض کے وجود کو چھو کر یوں گزرا گویا صدیوں سے اُس کے انتظار میں ہو۔

مزید قدم بڑھاتے ہوئے وہ سفید دیواروں پر لٹکتی پینٹنگز پر نرمی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ جیسے کسی کے لمس کو محسوس کر رہا ہو۔ افسردگی سے مسکرا کر وہ دیوار کے کونے کے پاس موجود ایزل کے پاس جا کھڑا ہوا۔ کینوس کا رنگ سیاہ تھا۔ چاند سے محروم رات کی طرح سیاہ۔ کینوس پر موجود تصویر نامکمل تھی۔ جانے اس تصویر کے نصیب میں کامل ہونا لکھا بھی تھا یا نہیں۔

www.novelsclubb.com

سر جھٹک کر وہ سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ پہلی دراز کھول کر اندر رکھا تہہ شدہ بھورا کاغذ باہر نکالا۔ تہہ کھلی۔۔۔ صفحے پر موجود تحریر سامنے آ گئی۔

"جہاں قسمت کے ستارے چمکتے ہیں۔"

پچھلے ڈھائی سال سے نا جانے کتنی بار مرتاض اس تحریر کو پڑھ چکا تھا۔ لیکن اس تحریر کا مطلب وہ آج تک نہیں سمجھا تھا۔ کیا یہ کوئی اشارہ تھا؟ یا چند بے مقصد لفظ؟

"تم کب آئے؟" رفعت بی کی آواز پر اُس نے تیزی سے صفحہ دراز میں واپس رکھ دیا۔

"تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں۔" دراز بند کرتے ہوئے وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"مرتاض تم ٹھیک ہو نہ؟" محبت سے پوچھتے ہوئے وہ اُس کے قریب آ گئیں۔

"آف کارس دادی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔" جھک کر بیڈ سے اپنا کوٹ اُٹھایا۔

"تم روز اِس کمرے میں نہیں آتے۔ لیکن جب آتے ہو تو ضرور کوئی نہ کوئی بات ہوتی ہے۔" مرتاض کا بازو پکڑ کے اُسے اپنی طرف موڑا۔

"یہ سمجھیں کہ آج زیادہ خوش ہو گیا تھا۔ اِس لیے حقیقت میں واپس آنے کے لیے یہاں آیا تھا۔ تاکہ خود کو باور کرواسکوں کہ خوشیاں مستقل نہیں ہوتیں۔"

"صرف ایک حادثے کی وجہ سے تم خود کو خوشیوں سے دور کیوں کرنے لگے ہو؟"

”حقیقت پسند ہو گیا ہوں۔“ ہنس کر رفعت بی کو اپنے ساتھ لگایا۔

”آپ سو جائیں۔ میں بھی سونے جا رہا ہوں۔“ اُنہیں خود سے لگائے وہ کمرے سے باہر آیا۔ دروازہ بند کیا۔ رفعت بی کا ماتھا چوم کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

---------★----------

'تھریڈ اینڈ نیڈل' (Thread & Needle) بوتیک میں معمول کے برعکس کچھ زیادہ ہی گہما گہمی تھی۔ سنہرے سفید صوفوں پر بیٹھی خواتین بوتیک میں کام کرتی اسسٹنٹس سے نئ کلیکشن کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں۔ زیادہ تر لڑکیاں اپنی شادی کے لیے برائڈل ڈریسز ٹرائے کر کے خود کو دیوار گیر شیشوں میں دیکھ رہی تھیں۔

کونے پر موجود سنہری دروازہ کھلا اور لاریب کاظمی باہر نکلیں۔ اولیو گرین لانگ شرٹ اور آف وائٹ فلیپرز پہنے وہ آخری صوفے کے پاس رُکی۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی خاتون مسکراتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

''لاریب!'' دونوں نے اپنا گال ہلکے سے مس کیا۔ ''تم پیرس سے کب آئیں؟''

''کل رات ہی واپس آئی ہوں۔ ویڈنگ سیزن چل رہا ہے۔ بوتیک میں بہت کام ہے۔'' مسکراتے ہوئے اپنے باب کٹ بالوں میں ہاتھ پھیرا تو درمیانی انگلی میں موجود ایمیرالڈ(Emerald) چمکا۔

''دانیہ اپنی شادی کے لیے تم سے ڈریس ڈیزائن کروانا چاہتی ہو۔ تم تو جانتی ہو اُس کی عادت کو۔ وہ چاہتی ہے کہ اُس کا ویڈنگ ڈریس صرف وَن اینڈ اونلی ڈیزائن ہو۔ اُس کے جیسا ڈریس کسی دوسری لڑکی کا نہ ہو۔''

''کوئی ایشو نہیں ہے۔ دانیہ سے کہو کل آجائے۔ ہم مل کر اُس کے ڈریس کے بارے میں ڈسکس کر لیں گے۔''

''میں دانیہ کو بتا دوں گی۔ تھینکس۔'' ہلکا سا جھک کر صوفے سے اپنا بیگ اٹھایا اور جانے لگیں۔ لیکن کسی خیال کے تحت رُکیں۔

"تم نتاشہ سے ملی ہو؟" موبائل کی سکرین دیکھتی لاریب سے سوال کیا۔

"کون نتاشہ؟" وہ اپنے واٹس ایپ پر آئے میسیجز دیکھتے ہوئے سکرین سکرول کر رہی تھیں۔

"نتاشہ یوسف۔ تمہاری بیٹی۔" سرگوشی کی۔ جیسے کسی تیسرے کے سُن لینے کا ڈر ہو۔ لاریب کا سکرول کرتا ہاتھ رُک گیا۔

"زمرد!" چہرے پر شاک واضح تھا۔ "کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ اِس ٹاپک پر بات نہ کیا کرو۔"

"تم چاہ کر بھی اِس ٹاپک سے جان نہیں چھڑا سکتیں۔" زمرد نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے افسوس سے لاریب کو دیکھا۔

"میرا بتانے کا مقصد یہ تھا کہ نتاشہ نے یوسف جہانگیر کا آفس جوائن کر لیا ہے۔ چانسز ہیں کہ کسی ایونٹ میں تمہارا اور حیدر کا سامنا نتاشہ سے ہو جائے۔ محتاط رہنا۔

وہ اپنے باپ کی طرح معاف کرنے پر نہیں بلکہ انتقام پر یقین رکھتی ہے۔" بات مکمل کر کے وہ رکی نہیں۔ بلکہ تیزی سے پلٹ گئیں۔

"نتاشہ۔" لاریب زیرِ لب دہرائیں۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ موبائل پر 'نتاشہ یوسف جہانگیر' سرچ کرنے لگیں۔ شاید کوئی تصویر مل جائے۔

----------★--------

یوسف جہانگیر کو لاؤنج میں نہ پا کر وہ اُن کے کمرے کی جانب چل دی۔ مگر کمرہ خالی تھا۔ تھوڑا حیران ہوتے ہوئے وہ اُن کی سٹڈی کی جانب بڑھ گئی۔ راکنگ چیئر پر بیٹھے، کتاب سینے پر رکھے، آنکھیں بند کیے وہ آہستگی سے جھول رہے تھے۔ دروازہ کُھلنے کی آواز پر آنکھیں کھولیں۔ نتاشہ کو دیکھ کر بے اختیار اُن کے چہرے پر رونق آگئی۔

"تم نے جب سے آفس جوائن کیا ہے۔ میں تو تمہاری شکل دیکھنے سے بھی گیا۔"

"ایسی بات بھی نہیں ہے اب۔" ہینڈ بیگ سائیڈ پر رکھتے ہوئے اُن کے سینے پر رکھی کتاب اُٹھائی۔

"عشق کے چالیس اصول۔" کتاب کا نام پڑھ کے اپنے باپ کی آنکھوں میں دیکھا۔

"تمہیں بھی یہ کتاب پڑھنی چاہیئے۔" راکنگ چیئر سے اُٹھ کر نتاشہ کے ہاتھ سے کتاب پکڑی۔

"میں یہ کتاب پڑھ چکی ہوں۔" ہاتھ سینے پر باندھے وہ مسلسل یوسف جہانگیر کو دیکھ رہی تھی۔

"کچھ کہنا چاہتی ہو؟" بک شیلف میں کتاب واپس رکھ کر وہ اُس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"آپ آج کہاں گئے تھے؟" لہجہ سپاٹ تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اکیلے گھر سے وحشت ہو رہی تھی۔اس لیے ڈرائیو پر گیا تھا۔تم فکر نہ کرو۔ ڈرائیور میرے ساتھ تھا۔ "مسکرا کر نتاشہ کا کندھا تھپتھپایا۔

"یعنی آپ اُس عورت کو دیکھنے نہیں گئے؟"آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا۔

"میں کیوں جاؤں گا؟" نظریں چرا کر بولے۔

"اور آپ کیوں نہیں جائیں گے؟ مجھے اتنا معلوم ہے کہ یہ کتاب آپ کسی کی یاد میں پڑھتے ہیں۔بے وجہ نہیں۔"

"ہاں۔گیا تھا میں۔"لہجہ بے بس تھا۔

"آپ کو اُس عورت سے نفرت نہیں ہوتی؟"

"نہیں۔ہزار کوششوں کے باوجود بھی میں خود کو اُس سے نفرت کرنے پر مجبور نہیں کر سکا۔"کندھے جُھک گئے۔

www.novelsclubb.com

"صرف اُس ایک عورت کی وجہ سے کبھی مجھے اپنے عورت ہونے پر شرمندگی ہوتی ہے۔"

"وہ تمہاری ماں ہے۔ تمہیں اُس کے بارے میں ایسے بات نہیں کرنی چاہیئے۔"

"آپ کو برا الگ رہا ہے؟ آپ کیسے بھول سکتے ہیں کہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔"

"اُس نے میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا۔ وہ میرا اور اُس کا ایشو ہے۔ لیکن تم اُس کی بیٹی ہو۔ وہ تم سے محبت کرتی ہے۔" یوسف اپنی بیٹی کو کندھوں سے تھامے سمجھا رہے تھے۔

"محبت کرنے والے چھوڑ کر نہیں جاتے۔" وہ تلخ ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"وہ تمہیں صرف میری وجہ سے چھوڑ کر گئی ہے۔ وہ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی۔ لیکن تم اُس کے وجود کا حصہ ہو۔ کوئی بھی ماں اپنے وجود کے حصے سے لاتعلق نہیں ہو سکتی۔"

"میں اُن کے وجود کا وہی حصہ ہوں جس سے وہ چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ وہ مجھے ابارٹ کروا رہی تھیں؟" اُس کی آنکھیں شدتِ جذبات سے سرخ پڑ رہی تھیں۔

"نتاشہ!" وہ بے یقین تھے۔ "یہ سب تمہیں کس نے کہا ہے؟"

"کیا آپ ابھی بھی اپنی چہیتی بیوی کی سائیڈ لیں گے؟" وہ اِس وقت کوئی جھوٹ سننا نہیں چاہتی تھی۔ یوسف صاحب مصلحتاً خاموش رہے۔

"آپ شاید اپنے ڈاکیومنٹس میں سے ابارشن اپائنٹمنٹ کی سلپ پھینکنا بھول گئے تھے۔ میں نے دیکھ لی۔ اپائنٹمنٹ کی تاریخ میری ڈیٹ آف برتھ سے پانچ ماہ پہلے

کی تھی۔ لیکن شاید کسی نے زبردستی اُنہیں مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے سے روک دیا۔ آپ نے انہیں ابارشن سے روکا تھا؟“

”ہاں۔ یہ سب سچ ہے۔“ یہ جواب اُن پر بہت بھاری تھا۔

”اب آپ کو لگتا ہے کہ اُن کے اور میرے درمیان ماں اور بیٹی کے رشتے کی گنجائش ہے؟“

اس بات کا جواب اُن کے چہرے پر درج تھا۔ وہ شرمندہ تھے۔ نتاشہ سے نظریں نہیں ملا رہے تھے۔

”میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ چاہے اُن سے نفرت نہ کریں۔ لیکن اُن سے لاتعلق ہو جائیں۔ ہر بار اُن کے سامنے جا کر خود کو اذیت نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ماضی کی ان یادوں سے خود کو آزاد کر لیں۔“ چند قدم اُٹھا کر وہ اُن کے سینے سے جا لگی۔

----------★----------

سٹڈی لیمپ کی پیلی روشنی میں ٹیبل پر رکھا سفید کاغذ چمک رہا تھا۔ نتاشہ نے پاس پڑی بال پوائنٹ اٹھائی اور لکھنے لگی۔ سفید کاغذ کو نیلی روشنائی سجانے لگی۔

"تعلق تو ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس کے بعد جو غم رہ جاتے ہیں وہ دل کا روگ کیوں بن جاتے ہیں۔ محبت ختم کرنے کی کوشش بھی کرو تو یادیں ہمارے دماغ پر نقش رہ جاتی ہیں۔ اتنی تکلیف تعلق ختم ہونے کی نہیں ہوتی۔ جتنی تکلیف اُن یادوں سے ہوتی ہے۔ مووآن کرنے کی کوشش کے باوجود ہمارا دل صرف اُس ایک شخص پر اٹکا رہ جاتا ہے۔ وقت کا پہیہ گھومتا جاتا ہے۔ دن رات میں اور رات دن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود ایسا لگتا ہے جیسے آپ کی زندگی ایک ہی مقام پر ساکت ہو گئی ہے۔ اور یہ احساس اندر ہی اندر ہمیں کھانے لگتا ہے۔ مگر ہم اس سب کو تبدیل کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ بے بسی۔ ایسا احساس جس سے سب نفرت کرتے ہیں۔ لیکن نفرت بھی ہم تب ہی کرتے ہیں جب ہم کچھ اور نہیں

کر پاتے۔بے بسی نفرت تک لے جاتی ہے۔اور نفرت کہیں لے کر نہیں جاتی۔ہم پھر سے ایک نقطے پر اٹک جاتے ہیں۔یہ چکر چلتا رہتا ہے۔"

بال پوائنٹ واپس رکھ کر دراز سے لائٹر نکالا۔میز پر رکھا صفحہ اٹھایا اور ایک کونے پر لائٹر سے آگ لگا دی۔دیکھتے ہی دیکھتے پورے کاغذ پر آگ پھیلنے لگی۔نتاشہ نے وہ کاغذ پاس پڑی ڈسٹ بن میں پھینک دیا۔

سیاہ جالی دار ڈسٹ بِن سے آگ کی روشنی نظر آرہی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ کاغذ اُس کی نظروں کے سامنے راکھ ہو گیا۔ ٹیبل پر پڑی گار کی چابی اٹھاتے ہوئے وہ باہر چل دی۔

www.novelsclubb.com

----------★----------

سیاہ ٹراؤزرز پر ہاف بازو سیاہ ٹی شرٹ پہنے وہ گیلے بال تولیے سے رگڑتے ہوئے باتھروم سے باہر نکلا۔روم فریشنر کی بھینی بھینی خوشبو سے کمرہ مہک رہا تھا۔

”فضل کو ہزار دفعہ منع کیا ہے کہ میرے کمرے میں روم فریشنرز نہ کیا کرو۔ لیکن مجال ہے کوئی میری بات کو سیریئس لے۔“ تولیے کو بیڈ پر تقریباً پھینکتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھا۔ لیکن دستک کی آواز پر رُک گیا۔

”آجائیں۔“ دروازہ آہستگی سے کھلا۔ نتاشہ اندر داخل ہوئی۔

”اِس وقت ڈسٹرب کرنے کی لیے معذرت۔ لیکن مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔“ مرتاض نے ایک نظر نتاشہ کو دیکھتے ہوئے نا محسوس انداز میں اپنے ہاتھ کمر کے پیچھے باندھ لیے۔

”آپ بیٹھیں پلیز۔“

”میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ ویسے بھی ہمارے کمپیٹیٹر بہت سارے ہوٹل پراجیکٹس کر چکے ہیں۔ ہمیں کچھ الگ کرنا ہوگا۔“ وہ دونوں بیٹھ چکے تھے۔

”آپ کے خیال میں وہ کچھ الگ کیا ہونا چاہیئے؟“ ہاتھ ابھی تک پیچھے بندھے تھے۔

www.novelsclubb.com

”بوٹینیکل گارڈن۔(Botanical garden)“نتاشہ کی آنکھیں چمکیں۔

”ہم اپنے ہوٹل کے ساتھ بوٹینیکل گارڈن بنائیں گے۔پراجیکٹ کی لوکیشن کے حساب سے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔“

”ہم اِس بارے میں سوچ سکتے ہیں۔لیکن اس سب کے لیے خاصی انویسٹمنٹ کی ضرورت ہوگی۔“

”میں نے چند انویسٹمنٹ فرمز(investment firms)شارٹ لسٹ کی ہیں۔ہم کل اُن سے بات کر سکتے ہیں۔“

”چلیں۔دیکھتے ہیں۔“وہ دھیرے سے مسکرایا۔

”آپ مسکراتے ہوئے اتنے برے بھی نہیں لگتے جو بہت کم مسکراتے ہیں۔“

”اسے طنز سمجھوں یا تعریف؟“ہلکا سا آگے ہو کر پوچھا۔

”دونوں۔“وہ ہنس دی۔

"مجھے چلنا چاہیئے۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔" وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"کل ملاقات ہو گی۔" وہ اُس کے برابر آ کھڑا ہوا۔

"خدا حافظ۔" نتاشہ نے دایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ لیکن مرتاض نے ہاتھ آگے نہیں کیا۔ چند لمحے یونہی گزر گئے۔ پھر اُس نے خود ہی ہاتھ پیچھے کر لیا۔

ایک نظر مرتاض کو دیکھتے ہوئے وہ مڑ گئی۔ اس بار وہ اُس کے پیچھے جانے کے بجائے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہا۔ کئی گھڑیاں ایسے ہی گزر گئیں۔

آہستگی سے مرتاض نے ٹی شرٹ کی ہاف سلیوز سے باہر نظر آتے بازو آنکھوں کے سامنے کیے۔ گندمی جلد پر جگہ جگہ گہرے سرخ رنگ کے موٹی دھاری نما نشان تھے۔ جیسے کسی پرانے جلنے کے نشان۔ ڈھیر سارے نشان جنہوں نے جلد کا اسی فیصد حصہ چھپایا ہوا تھا۔ لیکن یہ سب صرف بازوؤں تک محدود تھا۔ ہاتھوں کی جلد پر کوئی نشان نہ تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سر جھٹک کر، گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹ گیا۔

”مجھے یقین ہے کہ کوئی بھی یہ بدصورتی نہیں دیکھنا چاہے گا۔“خود کلامی کرتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

ایک بار پھر مرتاض حیدر نے شدت سے گہری نیند کی خواہش کی۔ مگر شب بیداری کے مرض نے اُس کی خواہش پوری نہ ہونے دی۔

”اُف نتاشہ !اُف !“ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی نتاشہ نے سٹیئرنگ وہیل پر زور سے ہاتھ مارا۔”تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جو اِس وقت منہ اُٹھائے مرتاض کے گھر چلی آئیں۔ جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو پراجیکٹ کے بارے میں بات شروع کر دی۔اُف !“وہ مسلسل خود کو کوس رہی تھی۔

----------★----------

سرخ گلابوں کا بڑا سا گلدستہ ہاتھوں میں تھامے رباب مرتاض کے کیبن کے باہر کھڑی تھی۔ ماریہ نے افسوس سے اِس لڑکی کو دیکھا۔ جانے وہ مرتاض کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتی تھی۔ رباب نے آہستگی سے دروازے پر دستک دی اور مرتاض کے "کم اِن" کہنے پر دروازہ کھول کر کیبن میں چل دی۔

"میں آپ کے پاس ہی آرہا تھا۔" وہ فائلوں کے پلندے میں کچھ ڈھونڈتے ہوئے بولا۔

"مرتاض حیدر خود رباب کے پاس چل کر آئے اس سے بڑا معجزہ کیا ہو سکتا ہے۔" وہ خوشی سے تمتماتے ہوئے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ مرتاض نے حیرانی سے سر اوپر اٹھایا۔ کھڑکی سے آتی کی روشنی میں اس کی بھوری آنکھیں چمکنے لگیں۔ وہ رباب کی آمد کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"رباب۔" وہ بے یقینی سے بولا۔

"آج تو لنچ اکٹھے کر سکتے ہیں؟" وہ مسکرائی۔

"ہرگز نہیں۔" لہجہ سپاٹ تھا۔

"تم کیوں میری محبت کو دھتکارتے ہو۔ایک بار میری محبت قبول کرلو۔"

"کیوں قبول کرلوں؟ میں نے تم سے نہ کوئی وعدہ کیا اور نہ ہی کوئی ساتھ نبھانے کی قسمیں کھائی ہیں۔" تلخی سے کہتے ہوئے وہ سامنے پڑی فائل کے صفحے پلٹانے لگا۔

"میں مر جاؤں گی تمہارے بغیر۔" وہ رو دینے کے قریب تھی۔

"کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا۔ہر انسان کو جینا پڑتا ہے۔چاہے دل پر کتنے ہی گہرے زخم کیوں نہ ہوں۔"

"میں تمہارے سارے زخم بھر دوں گی۔مجھے ایک موقع دو۔" آنسو بہنے لگے تھے۔

"کوئی کسی کے زخم نہیں بھر سکتا!" وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

”محبت کی ضرورت سب کو ہوتی ہے۔ تمہیں بھی ہے۔ محبت تمہیں سمیٹ لے گی۔“ وہ اُسے دلیلیں دے رہی تھی۔

”مجھے تمہاری یا کسی کی محبت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ ضبط کا دامن چھوڑتے ہوئے وہ چیخا تھا۔ شُکر ہے اِس فلور پر مرتاض کے علاوہ صرف ماریہ موجود تھی۔ ورنہ آفس میں ساری باتیں پھیل جاتی۔

”میں تمہیں سنبھال لوں گی۔“ وہ اب کرسی سے اُٹھ کر مرتاض کے قریب آئی۔

”رباب جلیل! چلی جاؤ یہاں سے اور مجھے دوبارہ کبھی میرے آفس میں نظر نہ آنا۔ مجھے تم جیسی لڑکیوں سے شدید نفرت ہے۔ چلی جاؤ۔“ وہ ہذیانی انداز میں چِلایا اور رباب سہم کر پیچھے ہٹی۔ مرتاض کو اُس سے نفرت تھی۔ یہ بات اُس کے لیے نہایت تکلیف دہ تھی۔ وہ بے یقینی سے روتے ہوئے پیچھے ہٹتی گئی حتیٰ کہ دروازے سے اُس کی کمر ٹکرائی۔ کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولتے ہوئے وہ جتنا تیز بھاگ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سکتی تھی، بھاگتی گئی۔اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ بھاگتی جا رہی تھی۔ مرتاض کے الفاظ بار بار اُس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔

--------★--------

صباحت نے اپنے سامنے بیٹھے شہریار کو دیکھا۔آج پہلی بار وہ صرف صباحت سے بات کرنے کی خاطر اُس کے کمرے میں آیا تھا۔

''آپ یہی چاہتی ہیں نہ کہ میں آپ کو ماں تسلیم کرلوں۔'' وہ اس قدر آہستگی سے بولا کہ صباحت کو گمان ہوا اُس نے سننے میں کوئی غلطی کر دی ہے۔

''میں آپ کو ماں کا درجہ دینے کو تیار ہوں۔'' سر جھکا کر بولتے ہوئے وہ صباحت کے چہرے پر بے شمار رنگ بکھیر چکا تھا۔''آپ صرف میرا ایک کام کر دیں۔''

''کہو۔کیا کام کروں؟''

''کیا آپ نتاشہ سے مل سکتی ہیں؟'' چہرہ اوپر کیا۔

"ہاں۔ مل سکتی ہوں۔" وہ اُس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے بولیں۔

"اُس سے کہیں وہ مجھے معاف کر دے۔ میں اُس کے بغیر مزید نہیں رہ سکتا۔"

"آر یو شیور؟" نرمی سے پوچھا گیا۔ "تم دونوں کے درمیان جو کچھ ہوا۔ اُس سب کے بعد بھی؟"

"ہاں! میں تھک گیا ہوں۔ خود کو یہ یقین دلاتے دلاتے کہ میں نتاشہ سے نفرت کرتا ہوں۔ میں تھک گیا ہوں۔" صباحت کو اُس پر بے تحاشہ ترس آیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں جلد از جلد نتاشہ سے مل لوں گی۔"

"تھینک یو مام۔" مشکور نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی صباحت کو دیکھا اور بوجھل قدموں سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اپنے کمرے میں جاتے ہی دروازہ لاک کیا۔ بیڈ کے کنارے بیٹھتے ہوئے وہ جوتے اتارنے لگا۔

"اُف! صباحت کے سامنے یہ ڈرامہ کرنا بہت مشکل تھا۔" جوتے بیڈ کے نیچے کرتے ہوئے پاؤں موڑ کر آرام سے بیٹھ گیا۔

"لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے ماما کہنے پر وہ خوشی سے پاگل ہو رہی ہو گی۔" خود کلامی کرتے ہوئے وہ زور سے ہنسا۔ "نتاشہ کو منانا اب میری سوکالڈ مام کی ذمہ داری ہے۔ وہ جانیں اور اُن کا کام جانے۔ مجھے اِس وقت صرف اپنے کمپین پر توجہ دینی چاہیئے۔"

تھوڑا سا جھک کر سائیڈ ٹیبل کی آخری دراز سے اپنی ماں عائلہ کا فوٹو فریم باہر نکالا۔

"آپ کو اتنی جلدی نہیں جانا چاہیئے تھا۔" تصویر سے بات کرتے ہوئے وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ فریم کے بائیں کونے پر ایک گہری خراش دیکھ کر اُس کے چہرے پر ناگواریت پھیل گئی۔ فریم چینج کرنے کی غرض سے وہ اب پرانا فریم کھول رہا تھا۔

آسمانی نیلے رنگ کی پچھلی سطح کھل گئی۔ احتیاط سے تصویر فریم سے الگ کی تو ایک کاغذ باہر آ گرا۔ تہہ شدہ کاغذ میں عائلہ کے مخصوص پرفیوم کی مہک تھی۔ شہریار نے کاغذ کی تہیں کھول دیں۔ سیاہ قلم سے لکھی گئی تحریر اُس کے سامنے تھی۔

"میرے بیٹے شہریار!

معلوم نہیں یہ خط تمہیں کب ملے گا۔ مگر امید کرتی ہوں جب بھی ملے گا وہ وقت تمہارے لیے بالکل ٹھیک ہو گا۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے لاسٹ سٹیج کا بلڈ کینسر ہے۔ میرے پاس جینے کے زیادہ دن نہیں ہیں۔ میں مر رہی ہوں شہریار۔ لیکن اتنی تکلیف مرنے کی نہیں ہے جتنی اذیت تم سے دور جانے کی ہو رہی ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ میرے جانے کے بعد بھی تم یہ بات یاد رکھو کہ میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔ تمہاری ماں تم سے دور نہیں جانا چاہتی۔ لیکن قسمت بہت بے رحم ہوتی ہے میرے بیٹے۔ مجھے معاف کر دو۔ میں مزید تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔

ایک بات جو میں تمہیں خود بتانا چاہتی تھی۔ لیکن مجھے لگا تم بہت چھوٹے ہو۔اس لیے یہ سب خط میں لکھ رہی ہوں۔میں جانتی ہوں کہ صباحت اسرار کو پسند کرتی ہے۔شاید اسرار بھی کرتا ہو۔ لیکن یہ جانتے ہوئے کہ میرے پاس زندگی کے مزید دن نہیں ہیں، میں اسرار کو خوشیوں سے دور نہیں کرنا چاہتی۔اس لیے میں نے اپنے پورے ہوش و حواس میں تمہارے باپ کو صباحت سے شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔میں چاہتی ہو وہ خوش رہے۔ جن سے محبت کی جاتی ہے،اُن کے خوش رہنے کی خواہش کی جاتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ تمہارے لیے بھی صباحت ایک بہترین ماں ثابت ہو گی۔جب میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گی تو وہ ہو گی۔مجھے سکون رہے گا کہ میرا بیٹا محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

تمہاری ماں

www.novelsclubb.com

"عائلہ"

کاغذ پر موجود سوکھے آنسوؤں کے دھبوں پر تازہ قطرے گرنے لگے تھے۔ خط کو دونوں ہاتھوں میں بھینچے شہریار آفندی بری طرح رو رہا تھا۔

---------★---------

ڈرائیونگ کرتے ہوئے نتاشہ کی نظر سامنے پارک میں بینچ پر بیٹھی لڑکی پر پڑی۔ گھٹنے موڑ کر سینے میں بھینچے وہ شاید بے آواز رو رہی تھی۔ سردی کے باعث اندھیرا پھیل رہا تھا۔ اُسے لڑکی کی فکر ہوئی۔ گاڑی سائیڈ پر روکتے ہوئے وہ لڑکی کی جانب بڑھی اور خاموشی سے اُس کے برابر بینچ پر بیٹھ گئی۔

"لڑکیاں روتے ہوئے اچھے نہیں لگتیں۔" اس نے ایک ٹشو پیپر لڑکی کی جانب بڑھایا تو اس نے چہرہ اوپر اٹھایا۔ ہلکی بھوری آنکھوں میں موٹے آنسو چمک رہے تھے۔ رونے کے باعث اس کی ناک سرخ ہو چکی تھی۔ نتاشہ کو وہ لڑکی بہت معصوم لگی۔

''لڑکیاں رونے کے علاوہ کر بھی کیا سکتی ہیں؟'' وہ آنسو پونچھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''بہت کچھ کر سکتی ہیں۔''نتاشہ مسکرادی۔

''اگر بہت کچھ نہ کرنا ہو؟ صرف کسی شخص کو حاصل کرنا ہو تو؟''

''تم کسی لڑکے کے پیچھے رو رہی ہو؟"نتاشہ حیران ہو کر پوچھنے لگی۔ لڑکی نے ہاں میں سر ہلادیا۔

''میں اس سے سچ میں بہت پیار کرتی ہوں۔ لیکن وہ میری فیلنگز نہیں سمجھتا۔ میں کیا کروں؟''

''اس جیسے ناقدرے شخص پر اپنی فیلنگز ضائع کرنا بند کردو۔''

''یہ سب اتنا آسان نہیں ہوتا ہے۔''

''جس دن تمہیں احساس ہو گیا کہ تمہارے لیے اس شخص سے زیادہ تمہاری اپنی ذات اہم ہے۔اُس دن سب کچھ بے حد آسان ہو جائے گا۔تم خود اُس شخص کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دو گی۔''

''میں جب بھی پرنسس مووِیز دیکھتی تھی تو میری خواہش ہوتی تھی کاش میری کہانی بھی ایسی ہی ہو۔کوئی پرنس اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر آئے اور مجھے اپنے خوابوں کے دیس لے جائے۔''وہ ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

''افسوس حقیقت ایسی نہیں ہوتی۔حقیقت میں کسی لڑکی کے لیے سفید گھوڑے پر بیٹھا کوئی شہزادہ نہیں آتا۔بلکہ اس لڑکی پر حملہ کرنے کو خوفناک بھیڑیے تاک لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ذرا سی چوک ہوئی اور بھیڑیے نے حملہ کر دیا۔ہم لڑکیوں کو خود ان سے بچنا ہوتا ہے۔اگر پرنسس بننا ہی ہے تو کیوں نہ واریئر(warrior) پرنسس بنا جائے!ایسی پرنسس جسے مصیبت سے نکلنے کے لیے کسی شہزادے کی ضرورت نہ ہو۔جو اپنے مسئلے خود حل کر سکے۔جو بغیر راجہ کے راج کر سکے!''

"کیا سچ میں واریئر پرنسس بنا جا سکتا ہے؟"اس کی آنکھوں میں بے یقینی کے تاثرات تھے۔

"جس دن ہم لڑکیاں لڑکوں کی خاطر خود کو بے مول کرنا چھوڑ دیں گی، لڑکوں سے تعریف وصول کرنے کو ترجیح دینا چھوڑ دیں گی،اپنی ذات پر کمپرو مائز کرنا چھوڑ دیں گی،لوگوں کی خاطر اپنی عزتِ نفس مجروح کرنا چھوڑ دیں گی اور صرف شادی کر لینے کو کامیابی تصور نہیں کریں گی۔اس دن ہم واریئر پرنسس بن جائیں گی۔"
نتاشہ نے اپنی بات جیسے ہی مکمل کی وہ لڑکی بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔

"تھینک یو! میں کوشش کروں گی کہ آپ کی باتوں پر عمل کر سکوں۔" اس نے اپنی ہتھیلی سے آنسو پونچھ دیے۔

"کیا میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟"اب وہ لڑکی مسکراتے ہوئے نتاشہ سے پوچھ رہی تھی۔

"نتاشہ یوسف۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں رباب جلیل ہوں۔آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔امید کرتی ہوں ہم دوبارہ ضرور ملیں گے۔"

"آپ چاہیں تو میں آپ کو گھر ڈراپ کر سکتی ہوں۔"نتاشہ نے بینچ سے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بہت شکریہ۔"وہ بھی کھڑی ہو گئی۔"میں اپنے ڈرائیور کو کال کر لوں گی۔"

"خدا حافظ۔اپنا خیال رکھیئے گا۔"نتاشہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

"آپ بھی خیال رکھیئے گا۔"وہ پیچھے سے پکاری۔

www.novelsclubb.com

-------☆--------